101268 ـ عاشوراء كے موقع پر كى جانے والى بدعات اور گمراہياں

سوال

ميں دبى ميں رہائش پذير ہوں اور ہمارے گرد و پيش بہت سارے شيعہ رہتے ہيں وہ ہميشہ دعوى كرتے ہيں كہ نو اور دس محرم كو ہم جو كچھ كرتے ہيں وہ حسين رضى اللہ تعالى عنہ كے ساتھ محبت كى دليل ہے، اور ايسے عمل كرنے ميں كوئى حرج نہيں يہ بالكل ايسے ہى ہے جيسے يعقوب عليہ السلام نے كہا تھا:
ہائے يوسف! ان كى آنكھيں رنج و غم كى وجہ سے سفيد ہو چكى تھيں، اور وہ غم كو دبائے ہوئے تھے، بيٹوں نے كہا واللہ ! آپ ہميشہ يوسف كى ياد ہى ميں لگے رہيں گے يہاں تك كہ گھل جائيں يا ختم ہى ہو جائيں، انہوں نے كہا ميں تو اپنى پريشانيوں اور رنج كى فرياد اللہ ہى سے كر رہا ہوں، مجھے كى طرف سے وہ باتيں معلوم ہيں جو تم نہيں جانتے .
برائے مہربانى آپ يہ بتائيں كہ سينہ كوبى اور ماتم كرنا جائز ہے يا نہيں ؟

پسنديدہ جواب

الحمد للہ.

عاشوراء ميں شيعہ حضرات جو ماتم و سينہ كوبى كرتے ہيں، اور اپنے آپ كو زنجيروں اور چھرياں وغيرہ مارتے ہيں، اور تلواروں كے ساتھ اپنے سر زخمى كرتے اور خون نكالتے ہيں دين اسلام ميں اس كى كوئى اصل نہيں ملتى، بلكہ يہ اسلامى تعليمات كے منافى ہے.

اور پھر نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے ايسا كرنے سے منع فرمايا ہے، اور پھر نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے اپنى امت كے ليے ايسى كوئى چيز مشروع نہيں فرمائى اور نہ ہى اس ماتم كے قريب بھى كچھ مشروع كيا ہے كہ اگر كوئى عظيم مقام و رتبہ والا شخص فوت ہو جائى يا كوئى دوسرى شہيد ہو تو اس كے ماتم ميں ايسى خرافات كى جائيں.

نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم كى زندگى ميں كئى ايك كبار صحابہ كرام كى شہادت ہوئى اور آپ صلى اللہ عليہ وسلم ان كى موت پر غمزدہ بھى ہوئے مثلا حمزہ بن عبد المطلب اور زيد بن حارثہ اور جعفر بن ابى طالب اور عبد اللہ بن رواحہ ليكن اس كے باوجود نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے ايسا كوئى عمل نہيں كيا جو شيعہ حضرات كرتے ہيں، اور اگر يہ كام خير و بھلائى ہوتى تو نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم اس ميں ہم سے سبقت لے جاتے.

اور پھر يعقوب عليہ السلام نے سينہ كوبى نہيں كى، اور نہ ہى اپنے چہرے كو زخمى كيا، اور نہ خون بہايا، اور نہ ہى

اس دن کو جس میں یوسف علیہ السلام گم ہوئے تھے تہوار بنایا اور نہ ہی اس روز کو ماتم کے لیے مختص کیا، بلکہ وہ تو اپنے پیارے اور عزیز بیٹے کو یاد کرتے اور اس کی دوری سے پریشان و غمزدہ ہوتے تھے، اور یہ ایسی چیز ہے جس کا کوئی بھی انکار نہیں کر سکتا اور کوئی بھی روك نہیں سکتا، بلکہ ممانعت و برائی تو اس میں ہے جو جاہلیت کے امور بطور وراثت لے کر اپنائے جائیں جن سے اسلام نے منع کر دیا ہو.

بخاری و مسلم میں عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" جس نے بھی رخسار پیٹے اور گریبان چاك کیا اور جاہلیت کی آوازیں لگائیں وہ ہم میں سے نہیں "

صحیح بخاری حدیث نمبر (1294) صحیح مسلم حدیث نمبر (103).

چنانچہ یوم عاشوراء کے دن شیعہ حضرات جو غلط کام کرتے ہیں اس کی دین اسلام میں کوئی دلیل نہیں ملتی، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ میں سے کسی ایك کو بھی اس کی تعلیم نہیں دی، اور نہ ہی کسی صحابی یا کسی دوسرے کی موت پر ایسے اعمال کیے، اور پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی موت پر صحابہ کرام نے بھی ایسا نہیں حالانکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی موت کی مصیبت تو حسین رضی اللہ تعالی کی موت سے بھی زیادہ ہے.

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" ہر مسلمان کو چاہیے کہ حسین رضی اللہ تعالی عنہ کے قتل ہونے پر غمزدہ ہونا چاہیے کیونکہ حسین رضی اللہ تعالی عنہ مسلمانوں کے سردار اور علماء صحابہ کرام میں سے تھے اور پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے اور آپ کی اس بیٹی کی اولاد میں سے جو سب بیٹیوں سے افضل تھی، اور پھر حسین رضی اللہ تعالی عنہ عابد و زاہد اور سخی و شجاعت و بہادری کا وصف رکھتے تھے.

لیکن شیعہ حضرات جو کچھ کرتے ہیں اور جزع و فزع اور غم کا اظہار جس میں اکثر طور پر تصنع و بناوٹ اور ریاء ہوتی ہے ان کا یہ عمل اچھا نہیں، حالانکہ حسین رضی اللہ تعالی عنہ کے والد علی رضی اللہ تعالی عنہ تو حسین سے افضل تھے انہیں شہید کیا گیا لیکن وہ اس کے قتل ہونے پر ماتم نہیں کرتے جس طرح وہ حسین رضی اللہ تعالی عنہ کے قتل ہونے والے دن ماتم کرتے ہیں.

کیونکہ حسین رضی اللہ تعالی عنہ کے والد علی رضی اللہ تعالی عنہ کو چالیس ہجری سترہ رمضان المبارك جمعہ کے روز اس وقت قتل کیا گیا جب وہ نماز فجر کی ادائیگی کے لیے جا رہے تھے، اور اسی طرح اہل سنت کے ہاں عثمان رضی اللہ تعالی عنہ علی رضی اللہ تعالی عنہ سے افضل ہیں انہیں محاصرہ کر کے ان کے گھر میں چھتیس ہجری ماہ

ذوالحجہ کے ایام تشریق میں شہید کیا گیا، اور انہیں رگ رگ کاٹ کر ذبح کیا گیا، لیکن لوگوں نے ان کے قتل کے دن کو ماتم نہیں بنایا.

اور اسی طرح عمر بن خطاب رضی اللہ تعالی عنہ جو کہ عثمان اور علی رضی اللہ تعالی عنہما سے افضل ہیں انہیں نماز فجر پڑھاتے ہوئے محراب میں قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہوئے شہید کیا گیا لیکن لوگوں نے ان کی موت کے دن کو ماتم کا دن نہیں بنایا.

اور اسی طرح ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ ان سے افضل تھے اور لوگوں نے ان کی موت کے دن کو ماتم والا دن نہیں بنایا، اور پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو دنیا و آخرت میں اولاد آدم کے سردار ہیں آپ کو بھی اسی طرح قبض کیا گیا اور فوت کیا گیا جس طرح پہلے انبیاء کو فوت کیا گیا، لیکن کسی ایک نے بھی ان کی موت کو ماتم نہیں بنایا، اور وہ ان رافضی جاہلوں کی طرح کریں جس طرح وہ حسین رضی اللہ تعالی عنہ کے قتل ہونے کے دن خرافات کرتے ہیں...

اس طرح کی مصیبتوں کے وقت سب سے بہتر وہی عمل ہے جو حسین رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے انہوں نے اپنے نانا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" جس کسی مسلمان کو بھی کوئی مصیبت پہنچی ہو اور وہ مصیبت یاد آئے چاہے وہ پرانی ہی ہو چکی ہو تو وہ نئے سرے سے دوبارہ انا للہ و انا الیہ راجعون پڑھے تو اللہ تعالی اسے اس مصیبت کے پہنچنے والے دن جتنا ہی اجر و ثواب عطا کرتا ہے "

اسے امام احمد اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے " انتہی

دیکھیں: البدایۃ والنہایۃ (8 / 221).

اور ایك مقام پر لکھتے ہیں:

" چوتھی صدی ہجری کے آس پاس بنو بویہ کے دور حکومت میں رافضی شیعہ حضرات اسراف کا شکار ہوئے اور بغداد وغیرہ میں یوم عاشوراء کے موقع پر ڈھول پیٹے جاتے اور راستوں اور بازاروں میں ریت وغیرہ پھیلا دی جاتی اور دکانوں پر ٹاٹ لٹکا دیے جاتے، اور لوگ غم و حزن کا اظہار کرتے اور روتے، اور ان میں سے اکثر لوگ اس رات پانی نہیں پیتے تھے تا کہ حسین رضی اللہ تعالی عنہ کی موافقت ہو؛ کیونکہ وہ پیاسے قتل ہوئے تھے.

پھر عورتیں چہرے ننگے کر کے نکلتیں اور اپنے رخسار پیٹتیں اور سینہ کوبی کرتیں ہوئی بازاروں سے ننگے پاؤں گزرتیں اور اسکے علاوہ بھی کئی ایك قبیح قسم کی بدعات اور شنیع خواہشات اور اپنی جانب سے ایجاد کردہ تباہ کن

اعمال کرتے، اور اس سے وہ حکومت بنو امیہ کو برا قرار دیتے کیونکہ حسین رضی اللہ تعالی عنہ ان کے دور حکومت میں قتل ہوئے تھے.

لیکن اہل شام کے نواصب نے شیعہ و رافضیوں کے برعکس کام کیا، وہ یوم عاشوراء میں دانے پکا کر تقسیم کرتے اور غسل کر کے خوشبو لگا کر بہترین قسم کا لباس زیب تن کرتے اور اس دن کو تہوار اور عید بنا لیتے اور مختلف قسم کے کھانے تیار کر کے خوشی و سرور کا اظہار کرتے، ان کا مقصد رافضیوں کی مخالفت اور ان سے عناد ظاہر کرنا تھا " انتہی

دیکھیں: البداية والنهاية (8 / 220).

جس طرح اس دن ماتم کرنا بدعت ہے اسی طرح اس دن خوشی و سرور ظاہر کرنا اور جشن منانا بھی بدعت ہے، اسی لیے شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" حسین رضی اللہ تعالی عنہ کی شہادت کے سبب میں شیطان نے لوگوں میں دو قسم کی بدعات ایجاد کروائیں ایك تو یوم عاشوراء کے دن ماتم کرنا اور غم و حزن کا اظہار اور سینہ کوبی کرنا اور مرثیے پڑھنا... اور دوسری بدعت خوشی و سرور کا اظہار کرنا...

ان لوگوں نے غم و حزن اور ماتم ایجاد کیا اور دوسروں نے اس کے مقابلہ میں خوشی و سرور کی ایجاد کی اور اس طرح وہ یوم عاشوراء کو سرمہ ڈالنااور غسل کرنا اور اہل و عیال کو زیادہ کھلانا پلانا اور عادت سے ہٹ کر انواع و اقسام کے کھانا تیارکرنا جیسی بدعت ایجاد کر لی، اور ہر بدعت گمراہی ہے آئمہ اربعہ وغیرہ دوسرے مسلمان علماء نے نہ تو اسے اور نہ ہی اس کو مستحب قرار دیا ہے " انتہی

ماخوذ از: منهاج السنة (4 / 554) مختصرا

یہاں اس پر متنبہ رہنا چاہیے کہ ان غلط قسم کے اعمال کی پشت پناہی دشمنان اسلام کرتے ہیں تا کہ وہ اپنے گندے مقاصد تك پہنچ سکیں اور اسلام اور مسلمانوں کی صورت کو مسخ کرکے دنیا میں پیش کریں، اسی سلسلہ میں موسی الموسوی اپنی کتاب " الشيعة و التصحيح " میں لکھتے ہیں:

" لیکن اس میں کوئی شك و شبہ نہیں کہ حسین رضی اللہ تعالی عنہ کی شہادت کے سوگ میں دس محرم کے دن سینہ کوبی کرنا اور سروں پر تلواریں مار کر سر زخمی کرنا اور زنجیر زنی کرنا ہندوستان سے انگریز دور حکومت کے وقت ایران اور عراق میں داخل ہوا، اور انگریزوں نے شیعہ کی جہالت اور امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ سے محبت کو موقع غنیمت جانتے ہوئے انہیں سروں پر بیرنگ مارنے کی تعلیم دی، حتی کہ ابھی قریب تك طہران اور بغداد میں برطانوی سفارت خانے ان حسینی قافلوں کی مالی مدد کیا کرتے تھے جو اس دن سڑکوں پر نکالنے جاتے، اس کے

پیچھے غرض صرف سیاسی اور انگریزی استعمار و غلبہ تھا تا کہ وہ اس کو بڑھا کر اس کی آبیاری کریں، اور اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ وہ اپنے معاشرے اور آزاد میڈیا کے سامنے ایک معقول بہانا مہیا کرنا چاہتے تھے جو برطانیہ کا ہندوستان اور دوسرے اسلامی ملکوں میں قبضہ کی مخالفت کرتے تھے.

اور وہ یہ ظاہر کرنا چاہتے تھے کہ ان ممالك میں بسنے والے وحشی ہیں جو تربیت کے محتاج ہیں کہ انہیں جہالت اور وحشیوں کی وادی سے نکال کر ترقی یافتہ معاشرہ بنایا جائے، اس طرح یورپی اور انگریزي روزناموں اور میگزینوں میں تصاویر شائع کی جاتیں کہ ہزاروں افراد کے قافلے عاشوراء کے موقع پر زنجیر زنی سے ماتم کر کے بازاروں میں گھوم رہے ہیں اور سروں پر تلوار اور بیرنگ سے خون نکالا گیا ہے.

اس طرح یہ استعماری تھنك ٹینك ان ممالك میں قبضہ اور استعمار کو ایك انسانی واجب بنا کر پیش کرتے، اور کہتے کہ ان ممالك کی یہ ثقافت ہے اس لیے اسے ترقی کی ضرورت ہے اور کہا جاتا ہے کہ انگریز قبضہ کے وقت عراق کے وزیر اعظم " یاسین ہاشمی " نے جب لندن کا دورہ کیا اور انگریزوں سے وائسرائے کے نظام کو ختم کرنے کا کہا تو انگریز کہنا لگا: ہم عراق میں عراقی لوگوں کی مدد کے لیے ہیں تا کہ وہ سعادت حاصل کریں اور بربریت سے نکلنے کی نعمت حاصل کر سکیں تو اس بات سے " یاسین ہاشمی " غصہ میں آیا اور ناراض ہو کر مذاکرات کے کمرہ سے نکل آیا، لیکن انگریز نے بڑی چالاکی دکھاتے ہوئے اس سے معذرت کی اور بڑے احترام سے اسے عراق کے متعلق ایك فلم دیکھنے کی درخواست کی جس میں حسینی قافلے نجف و کربلاء اور کاظمیہ کی سڑکوں پر سینہ کوبی اور زنجیر زنی کرتے ہوئے دکھایا گیا تھا، گویا کہ انگریز اسے یہ کہنا چاہتے تھے: کیا یہ قوم اتنی ہی گری ہوئی ہے جس میں ذرا بھی ترقی کی رمق نہیں جو اپنے ساتھ یہ سلوك کر رہی ہے ؟! " انتہی

واللہ اعلم .